مولانا عزیز زبیدی - واربرٹن

نکاح اور طلاق

(بلوغ المرام کا ایک باب)

۱۴۶ وَعَنْ عَامِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الزُّبَیْرِ عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَعْلِنُوا النِّکَاحَ

(رواہ احمد وصححہ الحاکم)

اعلانِ نکاح ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: نکاح کا اعلان کرو۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں نکاح کے اعلان کی شکل عموماً دف تھی ـــــ
مگر یاردوستوں نے تشہیر کے بجائے اس سے سرفانہ موسیقی ہی کشید کی ہے۔ ؏
خیال ہر کس بقدر ہمت اوست

تشریح۔ ایسا نکاح جس سے معاشرہ بے خبر ہو یا اسے لوگوں سے چھپایا جائے، اس میں خیر نہیں ہوتی اور دال میں کالا کالا ضرور ہوتا ہے ـــــ آج کل خفیہ نکاح کی جو جو شکلیں پیدا ہو چکی ہیں وہ کسی سے بھی مخفی نہیں ہیں۔ عموماً ایسے خفیہ نکاح عدالتوں یا ہم صیغوں کی خصوصی مجلسوں میں منعقد ہوتے ہیں، ایسے جوڑے کو بوجوہ معاشرہ کا اعتماد حاصل نہیں ہوتا چوروں کی طرح نکاح کا سرقہ کرتے ہیں اور چوروں کی طرح کچھ وقت چھپ چھپ کر گزارتے ہیں۔ متعہ بھی اسی بدنام خفیہ نکاح کی ایک شکل ہے۔

اعلانِ نکاح سے غرض تشہیر کے ساتھ مجاہدانہ تفریح بھی ہے بیراسیانہ نہیں، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں شادی کی جو تقریبیں ہوئیں، ان میں دف کے ساتھ ساتھ اگر کبھی کوئی غنا (گانے) کی شکل بھی پیدا ہوئی ہے تو اس میں محرب وضرب" کی یادیں دہرائی گئی ہیں اور نہایت سادہ انداز میں۔ خود حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنی تقریب شادی کے بارے میں بتاتی ہیں کہ: چند بچیاں دف بجا کر غزوۂ بدر کے شہداء کا

تذکار گاتی تھیں۔

نَجعلت جویریات لنا یضربن بالدف دینه ابن من قتل من آبائی یوم بدر (بخاری ص ۲/۷۷۳)

روایات سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ شادی کی قید نہیں، اکثر تقریبات میں بچیاں اسی طرح کا گیت گا گا کر اپنی تفریح میں شادمانیوں کا رنگ بھرا کرتی تھیں۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے لہو (تفریح) کے لیے بطور نمونہ جو گیت بنایا تھا وہ یوں تھا۔ (یہ حضرت ابن عباس سے مروی ہے) اتیناکم اتیناکم فحیانا وحیاکم (فتح الباری ص ۹/۱۹۰) ہم تمہارے پاس آگئیں آگئیں۔ تم زندہ اور سلامت رہو۔

دراصل "تفریح" اقوام عالم کے خصوصی مزاج پر مبنی ہوتی ہے، جو مجاہد ہوتے ہیں، ان کی تفریح کبھی انی بھالوں اور تیغ و تفنگ کی جھنکاروں پر رقصاں ہوتی ہے جو صناع ہوتے ہیں، ان کے لیے قدرت کی صنعت اور قدرتی رعنائیوں کے تذکار پر مبنی ہوتی ہے، جو بازاری لوگ ہوتے ہیں ان کی تفریح عریانی اور شراب و کباب کے شوخ اور چلبلے بولوں پر مرکوز رہتی ہے اور جو بیمار ذہن کے لوگ ہوتے ہیں ان کی تفریح میں ذلیل اور سوقیانہ آواز اور بول ناچتے اور بھدکتے دکھائی دیتے ہیں۔ یقین کیجیے! ہماری یہ تفریحی تقریبات، ہماری روایات سے قطعی مختلف ہیں۔ ہماری یہ تفریحیں اور اس سلسلے کے یہ متداول بول اور دھنیں سراپا عجمی ہیں، جو بت پرست اقوام، مسرف اور عیاش شاہوں، بوالہوس سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کی ضیافت طبع کے لیے کمزوروں، کاروباری مسخروں نے ایجاد کی تھیں۔

عہد حاضر کے رائج الوقت نظام موسیقی کے جتنے روپ دکھائی دیتے ہیں، یہ صرف ان لوگوں کو زیب دیتے ہیں جو رنگیلے اور جنسی بھوک کے مریض ہوتے ہیں، ہمیں حکم ہوتا ہے کہ شادی کی تشہیر بھی ہو جائے اور شریفانہ سریلی تانوں کے ذریعے مسکرانے اور معصومانہ لہرانے کے سامان بھی ہو جائیں۔ مگر اب تو بات ہی کچھ اور ہو گئی ہے۔ تشہیر کے بجائے بدمستی نے یوں لے لی ہے جیسے یہ براتی اور تقریب میں شامل ہونے والے یہ احباب اور اقربا کسی میخانے میں بھنگڑا ناچ دیکھنے آئے ہوں۔ اور اس عالم میں پھر وہ یوں غرق ہو جاتے ہیں جیسے ان کا خدا کوئی نہیں۔ الامان والحفیظ۔

۱۳۷۔ قولہ (عن ابی بردۃ عن ابی موسیٰ عن ابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ تعالیٰ علیہ وسلم لَا نِکَاحَ اِلَّا بِوَلِیٍّ ۔ (رواہ الامام احمد والاربعۃ وصححہ ابی المدینی والترمذی وابن حبان وَاَعَلَّہٗ بالارسال)

ولی کے بغیر نکاح ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔ "ایک اور روایت میں ہے (ولی مرشد) ولی جو اس کا بھلا چاہنے والا ہو"۔ امام حاکم نے تیس صحابہ سے روایت کیا ہے ۔ اکثر ائمہ کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے ۔

جس طرح باپ جائداد کا مالک ہے اسی طرح اپنی اولاد کا نگران بھی ہے (اَنْتَ وَمَالُكَ لِاَبِيْكَ) اس لیے اس کی مرضی کے بغیر کوئی اسے ہتھیالے یا لڑکی ہی خود سر ہو کر اس سلسلے میں من مانی کرلے ۔ شریعت ان کو اس کا حق نہیں دیتی ۔ شرط یہ ہے کہ ولی اور سرپرست خود غرض نہ ہو ۔ اگر بچی کا بھلا چاہنے کے بجائے وہ اسے اپنے شخصی اغراض اور نجی مصالح کے لیے قربانی کا بکرا بناتا ہوا دکھائی دیتا ہے تو پھر شریعت ولی اقرب سے یہ حق چھین کر نسبتہً ولی البعد (دور کے سرپرست) کو سرپرستی کا حق سونپ دیتی ہے ۔ اگر اور کوئی ولی نہ رہے تو حکومت اس کے مستقبل کے فیصلہ کرنے کی مجاز ہوتی ہے ۔ بہرحال کوئی لڑکی اپنے سرپرست سے بالا بالا کسی شخص سے سازباز کر کے اپنا نکاح آپ کرنے کی مجاز نہیں ہے ورنہ اندر خانے یارانے یوں ترقی کریں گے کہ نکاح ہو نہ ہو، نکاح کے بہانے بیسیوں مضمون تعمیر ہو جائیں گے ۔ احناف نے لڑکی کو اس کا اختیار دے کر ہزاروں گھروں کی غیرت کو للکارا بلکہ اس کا تماشا دیکھا ہے ۔ ہمارے نزدیک سرپرست سے بالا بالا ہو کر لڑکی کا خود ہی پینگیں بڑھانا والدین کے لیے خوش آئند ہیں نہ لڑکی کے لیے ۔ عموماً والدین پہلے رو لیتے ہیں لڑکی بعد میں جی بھر کر روتی ہے اور عموماً لڑکے بھی پچھتاتے ہیں ۔ اگر تیسرا کوئی شخص کسی کے مال، جائداد اور دوسرے اندرونی معاملات میں مداخلت نہیں کر سکتا تو دنیا کو کیا ہو گیا ہے کہ اس کی لڑکی جیسی دکھتی ہوئی رگ سے کھیلنے کا حق مانگتی ہے ، دراصل یہ بات ان سے پوچھ دیکھیے جس کی دختر اور لڑکی ہے کہ ان کا دل ، ان کی غیرت اور ان کے جذبات کا کیا فیصلہ ہے ۔ دوسروں کا کیا ہے ۔ مال مفت دل بے رحم والی بات بن جاتی ہے ۔ لڑکی کے جذبات کی دہائی تو دیتے ہیں پورے کنبہ کے جذبات کا کسی کو بھی خیال نہیں آتا ۔ عموماً والدین اپنی بچی کے جذبات کا بھی خیال رکھتے ہیں مگر لڑکی اپنے اور

الڑھپن اور شوخ جذبات کی بنا پر اپنے والدین کے وقار، عزت، مستقبل سے کھیل جاتی ہے۔ اس لیے لڑکی کو اختیار دینا نادان کے ہاتھ میں چھری پکڑانے والی بات ہے۔

۱۴۲ وَعَنْ عائشۃ رَضِیَ اللہ تعالیٰ عَنْہَا قَالَتْ قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایّما امرأۃٍ نکحت بغیر اذن ولیھا فنکاحھا باطل فان دخل بھا فلھا المھر بما استحل من فرجھا فان اشتجروا فالسلطان ولی من لا ولی لہ (اخرجہ الاربعۃ الا النسائی وصححہ ابو عوانہ وابن حبان والحاکم)

ترجمہ: ورنہ پھر حکومت ولی ہوگی۔ حضور کا ارشاد ہے کہ جس عورت نے اپنے ولی کے بغیر نکاح کیا اس کا نکاح باطل ہے۔ اگر خلوت صحیحہ مل گئی تو اس کے عوض مہر دینا ہوگا، اگر سرپرستوں میں جھگڑا ہو جائے (فیصلہ ممکن نہ ہو) تو جس کا کوئی ولی نہیں اس کی ولی حکومت ہے۔

اغوا کر کے عدالت کے ذریعے جو لوگ نکاح کر لیتے ہیں ان کے لیے اس حدیث میں درس عبرت ہے۔ حکومت یعنی عدالت کی باری اس وقت آتی ہے جب ولی کوئی نہ رہے۔ اقرب نہ ابعد (قریبی نہ دور کا) یا ایسی صورت پیدا ہو جائے کہ سرپرستوں کے لیے فیصلہ کرنا ممکن نہ رہے تو اس صورت میں بھی حکومت کی طرف رجوع کیا جا سکے گا۔ ورنہ نہیں۔ اس کے باوجود اگر نکاح کر کے لے گیا ہے اور اس سے وہ متمتع ہو گیا ہے تو شریعت کہتی ہے کہ اب اسے حق مہر دینا ہوگا مگر نکاح فسخ کرنا پڑے گا۔ حق مہر اس لیے کہ اگر اسے مجبوراً نکاح کا واہمہ تصور نہ کیا جائے تو زنا بن جائے گا اس صورت میں سنگساری ہوگی یا کوڑے۔ ظاہر ہے کہ یہ بات سخت آزاردہ ہے۔

ان احادیث کے سلسلے میں روایتی حیثیت سے بحث کی جا سکتی ہے تاہم یہ بات طے شدہ ہے کہ ایسی احادیث مجموعی لحاظ سے قابلِ اعتماد ہیں۔ درایت اور عقل عامہ بھی اس کی تائید کرتی ہے کہ نجیب الطرفین اور شریف خاندان کی روایات بھی اسی بات کی متقاضی ہیں کہ ان کی لڑکی کو جنسِ بازار نہ تصور کیا جائے، کچھ بھی ہو ان کی بچی ہے۔ ان کے لیے یہ مقامِ ذلت ہے کہ ان کی لڑکی اور ان کے سامنے کسی کی انگلی پکڑ کر اس کے ساتھ ہو لے اور سرپرستوں کی پروا نہ کرے۔ اولاد والوں سے پوچھیے کہ اس کے بعد ان پر کیا گزرتی ہے ہم یہ بات ان لوگوں کی نہیں کہہ رہے جو لڑکیوں کو پرایا مال سمجھتے ہیں اور ان کمزوروں کی بھی نہیں جو "ہک ٹک دیدم دم نہ کشیدم" کی سٹیج پر رہتے ہیں۔ یہ ان غیور لوگوں کی بات ہے جن کے لیے یہ بھی کوئی حادثہ فاجعہ ہے۔ بہرحال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غیرت مندوں کی غیرت، طہارت نفس اور شرافت کا احترام سکھانے آئے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ لڑکی سے بھی پوچھ لو تاہم لڑکی کو خود سر ہونے کی راہ نہ دکھاؤ۔